زکوۃ کے نصاب کا حساب

(نصابِ زکوۃ کے متعلق مفید، کارآمد اور آسان فہم معلومات)



مؤلفہ

خیر خواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی

بانی و سرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام برنلے، لنکاشائر، یوکے

نصابِ زکوۃ کے متعلق مفید، کارآمد اور آسان فہم معلومات

زکوٰۃ کے نصاب کا حساب

مؤلفہ

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی

بانی و سرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام

برنلے۔ لنکا شائر۔ یو کے

Maktaba-tul-Barailviyyah

Barailvi House 84–86 grey street

Burnley BB10 1BZ

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

Contact Number , Mobile and Whatsapp

00447853292843

کتاب کا نام	زکوۃ کے نصاب کا حساب
مؤلف	خیرخواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی
تصدیق ونظر ثانی	علامہ محمد ریاض احمد سعیدی سابق مدرس ومفتی جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) فیصل آباد۔۔پاکستان (1989 تا 2001)
صفحات	38
سن اشاعت	جنوری 2021
قیمت	

ملنے کا پتہ

Maktaba-tul-Barailviyyah

Barailvi House 84–86 grey street

Burnley BB10 1BZ

Email: khairkhaheahlesunnat@gmail.com

Contact Number , Mobile and Whatsapp

00447853292843

فہرست

ابتدائیہ

جس طرح بہت سارے شرعی معاملات میں غفلت برتی جاتی ہے اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں بھی بہت زیادہ سستی اور کاہلی سے کام لیا جاتا ہے بہت سارے سرمایہ دار ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتے اور اسے بہت بڑا بوجھ تصور کرتے ہیں۔ بعض سرمایہ دار اپنے اثاثے ظاہر نہیں کرنا چاہتے اس لیے کسی عالم دین سے حساب کرانے سے کتراتے ہیں۔ کچھ سرمایہ دار وہ بھی ہیں جو زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں مگر ان کو زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط کا علم ہی نہیں بار بار بتانے کے باوجود سمجھ کر یاد رکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے بس ماہ رمضان المبارک میں اپنے پاس موجود مال کی اندازے سے زکوٰۃ نکال کر خود کو بری الذمہ تصور کرتے ہیں۔

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ بہت سارے امام صاحبان اور علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والے حضرات ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ کے نصاب کا حساب نہیں آتا اس کی بہت ساری وجوہات ہیں جن میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہماری اکثر محافل میں اس موضوع پر کوئی گفتگو نہیں کی جاتی، علمائے کرام کی طرف سے بھی زکوٰۃ کے نصاب کے حساب پر زور نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے یہ جہالت اپنی جڑیں اتنی مضبوط کر چکی ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ماہ رمضان المبارک میں روزے فرض ہیں اسی طرح زکوٰۃ کا تعلق بھی ماہ رمضان المبارک سے ہی ہے۔

اس کتاب میں ان شاء اللہ تعالیٰ زکوٰۃ لینے یا دینے کے نصاب کا حساب آسان الفاظ میں سکھانے کی کوشش کروں گا۔ اُمید ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہوئی تو آپ اسے اس موضوع پر ایک لاجواب تحریر پائیں گے اور اپنی زکوٰۃ شریعت کے مطابق ادا کرنے والے بن جائیں گے۔

زکوۃ کے متعلق آیات:

سب سے پہلے زکوٰۃ کے بارے میں چند آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں اس کے بعد فقہائے احناف کے ارشادات کی روشنی میں زکوٰۃ کے بارے میں اہم اور مفید معلومات پیش کروں گا۔

زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عظمت نشان ہے :

''اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاءکم ایمانکم، الحدیث ۸، ج ۱، ص ۱۴)

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۰۲)

علاوہ ازیں زکوٰۃ دینے والا خوش نصیب دنیوی واُخری سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

ارکان اسلام میں سے زکوٰۃ بھی ایک اہم رکن ہے جب اس کی شرائط پائی جائیں تو اس کی ادائیگی فرض ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کتاب وسنّت سے ثابت ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے :

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ.... (البقرۃ 2:43)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر ''خزائن العرفان،، میں لکھتے ہیں:

''اس آیت میں نماز وزکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے،،۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا.... (التوبۃ 9:103)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل (وصول) کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔ (ترجمہ کنز الایمان)

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر ''خزائن العرفان،، میں لکھتے ہیں:

''آیت میں جو صدَقہ وارِد ہوا ہے اس کے معنٰی میں مفسّرین کے کئی قول ہیں:

ایک تو یہ کہ وہ صدَقہ غیر واجِبہ تھا جو بطورِ کَفّارہ کے اِن صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر اُوپر کی آیت میں ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدَقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمّہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لینے کا حکم دیا۔

امام ابوبکر رازی جصاص رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ

صدَقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن واحکام القرآن)،،

زکوٰۃ کی فرضیت کے متعلق چند روایات:

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا :

مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اس پر مامور کیا ہے کہ مَیں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) خدا کے سچے رسول ہیں،ٹھیک طرح نماز ادا کریں،زکوٰۃ دیں،پس اگر ایسا کرلیں تو مجھ سے ان کے مال اور جانیں محفوظ ہو جائیں گی سوائے اس سزا کے جو اِسلام نے (کسی حد کے سلسلہ میں)ان پر لازم کردی ہو۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوۃ،الحدیث ۲۵ ،ج۱،ص ۲۰)

نبی کریم ،رؤوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کویمن کی طرف بھیجا تو فرمایا:

فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَۃً اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَاءِھِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَاءِھِمْ ۔

ان کو بتاؤ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے مال داروں سے لے کر فقراء کو دی جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب الزکوٰۃ ، باب ما جاء فی کراہیۃ اخذ خیار المال فی الصدقۃ ، الحدیث ۶۲۵ ، ج ۲، ص ۱۲۶)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصالِ ظاہری ہو گیا اور حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور کچھ قبائل عرب مرتد ہو گئے (کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : آپ لوگوں سے کیسے معاملہ کریں گے جب کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''مَیں لوگوں سے جہاد کرنے پر مامور ہوں جب تک وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نہ پڑھیں۔ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اقرار کر لیا اس نے اپنی جان اور اپنا مال مجھ سے محفوظ کر لیا مگر یہ کہ کسی کا حق بنتا ہو اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ ہے۔'' (یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا)

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مَیں اس شخص سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا (کہ نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے) اور زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر انہوں نے (واجب الاداء) ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دور میں دیا کرتے تھے تو مَیں اُن سے جنگ کروں گا۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ، الحدیث ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ج ۱، ص ۴۷۲، ۴۷۳)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نِری کلمہ گوئی اِسلام کے لیے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریاتِ دِین کا اِقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو (سیدنا) صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھا اور کیا۔

(بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 870 حاشیہ 1)

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے بشارت:

زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والوں کو انعاماتِ آخرت کی بشارت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۔ (السبا 39:34)

اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

سورہ بقرہ میں ہے :

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔

(البقرۃ 2:261، 262)

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس

نے اوگا ہیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (اجر و ثواب، انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے بھی ترغیبِ اُمت کے لیے کئی مقامات پر راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے کئی فضائل بیان کئے ہیں: چنانچہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رؤوف رحیم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

زکوۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا و تضرع (یعنی گریہ وزاری) سے اِستعانت (یعنی مدد طلب) کرو۔ (مراسیل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب فی الصائم، ص ۸)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَدّٰى زَكَاةَ مَالِهٖ، فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهٗ۔

جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرما دیا (المعجم الاوسط، باب الالف، الحدیث ۱۵۷۹، ج ۱، ص ۴۳۱)

زکوۃ ادا نہ کرنے کے متعلق وعید:

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے لئے قرآن پاک واحادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں

آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (ال عمران 180:3)

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہوں گے)، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر اس (زکوٰۃ نہ دینے والے) کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔

اس کے بعد نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ (ال عمران 180:3)

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۱، ص ۴۷۴)

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّکَاۃَ اِلَّا ابْتَلَاھُمُ اللّٰہُ بِالسِّنِیْنَ ۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۴۵۷۷، ج ۳، ص ۲۷۵)

جو قوم زکوۃ نہ دے گی اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔

سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

مَا تُلِفَ مَالٌ فِیْ بَرٍّ وَلَا بَحْرٍ اِلَّا بِحَبْسِ الزَّکَاۃِ ۔

خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوتا ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الزکوۃ، الفصل الثانی فی ترھیب مانع الزکوۃ، الحدیث 15803، جلد 6، صفحہ 131)

زکوٰۃ کی تعریف:

زکوۃ، شریعت میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کرلے۔

(بہارشریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 874، بحوالہ تنویر الابصار، کتاب الزکوۃ، ج 3، ص 203.206)

زکوۃ کا لُغوی معنی طہارت، افزائش (یعنی اضافہ اور برکت) ہے۔ چونکہ زکوٰۃ بقیہ مال کے لیے معنوی طور پر طہارت اور افزائش کا سبب بنتی ہے اسی لیے اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج 3، ص 203 ملخصاً)

زکوٰۃ کی اقسام:

زکوٰۃ کی بنیادی طور پر 2 قسمیں ہیں۔

(1) مال کی زکوٰۃ

(2) اَفراد کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر)

مال کی زکوٰۃ کی مزید دو قسمیں ہیں:

(1) سونے، چاندی کی زکوٰۃ۔

(2) مالِ تجارت اور مویشیوں، زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ (یعنی عشر)۔

(ماخوذ از بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الزکوٰۃ، ج ۲، ص ۷۵)

بہارشریعت میں ہے کہ مال کی زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں:

1- مال کی زکوٰۃ

2- فصل کی زکوٰۃ یعنی عشر یا نصف عشر

3- سائمہ یعنی سال کا اکثر حصہ جنگل وغیرہ سے چارہ کھانے والے جانوروں کی زکوٰۃ۔

سب سے پہلے مال کی زکوٰۃ کے نصاب کا حساب آسان الفاظ میں عرض کرتا ہوں اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ فصلوں اور جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کا حساب لکھوں گا کتاب کے آخر میں افراد کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کے بارے عرض کروں گا۔

زکوٰۃ کی پہلی قسم:

مال کی زکوٰۃ کے نصاب کا حساب اور شرائط:

اگرکسی شخص میں درج ذیل شرائط پائی جائیں تواس پر مال کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(1) مسلمان ہومرد ہو یا عورت یا ہیجڑا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں اسلام قبول کرنے کے بعد بھی زمانہ کفر کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(2) آزاد ہو یعنی غلام نہ ہو۔

(3) بالغ ہو، لڑکے کو جب پہلی دفعہ احتلام ہوتا ہے یا لڑکی کو حیض کا خون آتا ہے اس وقت وہ بالغ ہوتے ہیں۔

(4) عاقل ہو یعنی پاگل نہ ہو اگر خدانخواستہ کوئی پاگل ہے اور اس میں دیگر تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو اپنے قریبی سنی حنفی بریلوی عالم دین سے شرعی رہنمائی حاصل کیجئے۔

(5) صاحب نصاب ہو۔

یعنی اگر صرف سونا ہے تو ساڑھے سات تولے یا اس سے زائد ہو۔

اور اگر صرف چاندی ہے تو ساڑھے باون تولے یا اس سے زائد ہو۔

اور اگر کسی کے پاس صرف کرنسی ہے یا مال تجارت (ایسا مال ہے جو خریدتے وقت بیچنے کی نیت سے خریدا تھا) تو یہ کرنسی یا مال تجارت کی قیمت فروخت کو دیکھا جائے گا اگر یہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہو تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا۔

اگر دو یا زیادہ جنس کا مال ہو مثلاً ساڑھے سات تولے سے کم سونا اور کرنسی ہو یا سونا اور مال تجارت ہو یا سونا اور ساڑھے باون تولے سے کم چاندی ہو یا چاندی اور کرنسی یا چاندی اور مال تجارت ہو یا سونا، چاندی اور کرنسی ہو تو ان سب کو جمع کیا جائے گا اگر ان کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد ہو تو بھی یہ شخص صاحب

نصاب کہلائے گا۔

(6) نصاب نامی ہو۔

سونا، چاندی، کسی بھی ملک کی رائج الوقت کرنسی یا اس کے قائم مقام پرائز بانڈز وغیرہ، مال تجارت اور چرائی کے جانور مال نامی کہلاتے ہیں۔

(7) نصاب قبضے میں ہو۔

یعنی کسی کو بطور قرض نہ دی گئی ہو بطور قرض دی گئی رقم پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مگر زکوٰۃ کی ادائیگی میں تفصیل ہے بہتر یہی ہے کہ ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔

(8) نصاب دَین سے فارغ ہو۔

جس دین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہوتا ہے وہ اگر اس قدر ہو کہ اس کی ادائیگی کے بعد نصاب کے برابر مال نہیں بچتا تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، جیسا کہ بہارشریعت میں درج ہے:

(مقروض) مدیون پر اتنا دَین ہو کہ اگر وہ اِسے ادا کرتا ہے تو نصاب باقی رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر باقی نہ رہتا ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

ایک اور مقام پر صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہارشریعت جلد اوّل حصہ 5 صفحہ 878 پر لکھتے ہیں:

''نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِثمن (کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا دَین ہو، جیسے زکوٰۃ، خراج۔

مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گذر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی

توصرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوٰۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں،،۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱،ص ۱۷۲۔۱۷۴،وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳،ص ۲۱۰)

اسی طرح دیگر کتب فقہ میں بھی درج ہے مگر ہمارے کچھ علماء کرام قرض کی دو طرح تقسیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرض اگر میعادی ہوتو وجوب زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے یعنی مال نصاب سے یہ قرض منہانہیں ہوگا اور کل مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور جو قرض میعادی نہ ہو بلکہ فوراًاس کی ادائیگی لازم ہوتو اس کی رقم کل مال سے منہا کر کے باقی نصاب پر زکوٰۃ فرض ہوگی اُن کی دلیل بہارشریعت میں بھی درج فتاوٰی شامی اور عالمگیری کی یہ عبارات ہیں:

جودَین میعادی ہووہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔(ردالمحتار)

چونکہ عادۃً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے زکاۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

ان دونوں عبارات کونقل کرنے کے بعد صاحب بہارشریعت لکھتے ہیں کہ:

،،خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معیّن نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا توعورت کواختیار ہی نہیں جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو،،۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صرف وہ دَین وجوب زکوٰۃ سے مانع یعنی منع کرنے والا یارو کنے والانہیں ہے جس کا مطالبہ نہ ہوجیسا کہ مہر مؤخر۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض کتب فقہ میں دَین میعادی جسے دین مؤجل کہتے ہیں اسے وجوب زکوٰۃ سے مانع لکھا ہےاور بعض میں مانع نہیں ہے لکھا ہےتو کیا دَین مؤجل کی

بھی دو قسمیں ہیں؟ اس سوال کا جواب دیا ہے ہمیں مجلس شرعی مبارکپور انڈیا نے اپنی مطبوعہ کتاب ''مجلس شرعی کے فیصلے،، میں مفتی نظام الدین رضوی مصباحی صاحب صفحہ نمبر 342 پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

حل اشکال دَین تین طرح کا ہوتا ہے:

1- دین حال (دین معجّل)

جس کی ادائیگی فوراً واجب ہو جیسے عام خرید وفروخت میں سامان کا دام یا قرض،

2- دین مؤجل مشروط

جس کی ادائیگی کی میعاد باہم قرارداد کے ذریعے معین ہو،

3- دین مؤجل عرفی

جس کی ادائیگی کی میعاد عرفاً معلوم ہو مگر اس کے لیے کوئی خاص تاریخ متعین نہ ہو جیسے آج کے زمانے میں عورتوں کا مہر کہ عرفا اس کی ادائیگی کا وقت طلاق یا موت ہے مگر اس کے لیے کوئی خاص تاریخ متعین نہیں طلاق یا موت کسی وقت بھی ہوسکتی ہے۔

معلوم ہوا جس دَین کا مطالبہ نہ ہو صرف وہی وجوب زکوٰۃ سے مانع نہیں ہے جس کی ایک مثال مہر مؤخر ہے مگر بینکوں یا کسی فرد سے لیے گئے قرضوں کا حال اس سے جدا ہے اس قرض کو اگر ادا نہ کیا جائے تو سود یا جرمانہ دینا پڑتا ہے اور بعض اوقات بینک والے مقروض کی پراپرٹی وغیرہ نیلام کرکے اپنی رقم واپس لیتے ہیں۔

لہذا جن لوگوں نے بینکوں سے قرض لے کر کاروبار یا مکان بنائے ہیں اور ماہانہ انسٹالمنٹس کے ذریعے لون یا مورگیج ادا کر رہے ہیں وہ اپنے کل مال نصاب میں پہلے قرض کی رقم منہا کریں گے پھر بقیہ مال پر شرائط پورا ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کریں گے۔

یاد رہے جتنی رقم بینک سے اُدھار لی ہے صرف اتنی منہا کریں گے جو اضافہ سود وغیرہ دینے پڑ رہے ہیں وہ منہا نہیں کریں گے مثال کے طور پر کسی کے پاس 20000£ ہیں اور نصاب کا سال یکم شعبان دن گیارہ بجے پورا ہوتا ہے اور اس نے 5 سال قبل 20000£ مورگیج لی تھی جس کی اب تک 10000£ ماہانہ اقساط کی صورت میں ادائیگی کر چکا ہے اب 10000£ قرض اور 4000£ سود باقی ہے تو ایسا شخص 20 ہزار سیونگ میں سے صرف 10 ہزار قرض نکال کر بقیہ 10000£ کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

اور اگر سیونگ صرف 5000£ ہو اور بینک سے لیا گیا قرض علاوہ سود کے 10000£ باقی ہو تو ایسا شخص چاہے پاکستان میں رہتا ہو یا انگلستان میں اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

مزید معلومات کے لیے کتاب ''مجلس شرعی کے فیصلے،، کے صفحہ 338 تا 344 کا مطالعہ فرمائیں۔

بہار شریعت میں درج فتاوٰی شامی اور عالمگیری کی یہ عبارات ہیں:

جو دَین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔(ردالمحتار)

چونکہ عادۃً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے زکاۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

اس کی ایک مثال یو کے میں دیا جانے والا سٹوڈنٹ لون ہے جس کے بارے میں مفتی قاسم ضیاء قادری صاحب نے تفصیلی فتوی تحریر فرمایا ہے جو بعینہٖ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

سٹوڈنٹ لون پر زکوٰۃ کا حکم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم یہاں انگلینڈ میں رہتے ہیں اور تعلیم کے حصول کے لیے گورنمنٹ سے سٹوڈنٹ لون 27000 پاؤنڈ لیا ہوا ہے تو کیا ہم پر زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ اگر اس سٹوڈنٹ لون کو ہماری جمع کردہ رقم سے منہا کیا جائے تو ہمارے پاس اتنی رقم نہیں جو نصاب کو پہنچتی ہو اور ''فتاوٰی اہلسنت،، میں ایک فتوی ہے کہ سٹوڈنٹ لون والے پر زکوۃ فرض نہیں تو کیا ایسے ہی ہے کہ ہم پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی؟ سائل: زاہد (انگلینڈ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِیَ النُّوْرَ وَالصَّوَابَ

یہ بات تو درست ہے کہ ایسا قرضہ جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہوتا ہے وہ معجّل (فوراً دینا ہو) یا مؤجل (کسی معینہ تاریخ میں ادا کرنا) ہو دونوں صورتوں میں مانع وجوبِ زکوۃ ہوگا یعنی اسے زکوۃ کی رقم سے منہا (Deduct) کیا جائے گا اور اس کو منہا (Deduct) کرنے کے بعد نصاب باقی نہ رہا تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ مگر ایسا قرضہ جس کی معیاد عرفاً تو معلوم ہو مگر اس کے لیے کوئی خاص تاریخ معین نہ ہو جیسے عورتوں کا مہر مؤجل کہ عرفاً اس کو ادا کرنے کا وقت طلاق یا موت ہے کوئی خاص وقت مقرر نہیں لہذا ایسے قرضے کو زکوۃ کی رقم سے منہا (Deduct) کیا جائے گا یا نہیں یعنی اس کے وجوبِ زکوۃ کے لیے مانع ہونے یا نہ ہونے میں اختلافِ علما ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ ایسا قرضہ وجوبِ زکوۃ کے لیے مانع نہیں ہوگا یعنی کتنا ہی مہر ہو اسے زکوۃ دیتے وقت مالِ زکوۃ سے منہا (Deduct) نہیں

کیا جائے گا، جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

وَ ذَكَرَ الْبَزْدَوِيُّ فِيْ "شَرْحِ الْجَامِعِ الْكَبِيْرِ" قَالَ مَشَايِخُنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰى فِيْ رَجُلٍ عَلَيْهِ مَهْرٌ مُؤَجَّلٌ لِامْرَأَتِهٖ، وَهُوَ لَا يُرِيْدُ أَدَائَهٗ: لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكٰوةِ لِعَدَمِ الْمُطَالَبَةِ فِي الْعَادَةِ، وَأَنَّهٗ حَسَنٌ أَيْضًا هٰكَذَا فِيْ "جَوَاهِرِ الْفَتَاوٰى"۔

امام بزدوی نے ''جامع کبیر،، کی شرح میں ذکر کیا کہ ہمارے مشائخ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جس پر عورت کا مہر مؤجل ہو اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس مہر کو وجوبِ زکوۃ کا مانع نہیں بنایا جائے گا کیونکہ عادتاً اس کا مطالبہ نہیں ہوتا یہ بھی اچھی بات ہے اور ایسے ہی ''جواہر الفتاوی،، میں ہے۔

(فتاوی الھندیہ، باب الاول فی تفسیر الزکاۃ ج1 ص173)

اور ''فتح القدیر،، میں ہے:

وَلَوْ كَانَ عَلَيْهِ مَهْرٌ لِامْرَأَتِهٖ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ أَدَائَهٗ لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكٰوةِ ذَكَرَهٗ فِي "التُّحْفَةِ" عَنْ بَعْضِهِمْ لِأَنَّهٗ لَا يَعُدُّهٗ دَيْنًا۔

اگر کسی مرد پر اس کی عورت کا مہر ہو اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ اسے مانع وجوبِ زکوۃ نہیں بنایا جائے گا اس کو صاحب ''تحفہ،، نے اپنی کتاب تحفہ میں بعض سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ ایسا قرضہ دین شمار نہیں ہوتا۔ (فتح القدیر، کتاب الزکوۃ ج2 ص163)

اور ''بہار شریعت،، میں ہے: جو دَین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوبِ زکاۃ کا مانع نہیں۔ چونکہ عادۃً دَین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔ خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معیّن نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک

موت یا طلاق واقع نہ ہو۔ (بہارشریعت ج1 ص879)

اگر انگلینڈ میں سٹوڈنٹس کو ملنے والے لون کو مکمل سٹڈی کیا جائے تو علمائے کرام میری بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ بھی ایسا قرضہ ہے جو مانعِ وجوب زکوۃ نہیں یعنی اس لون کو زکوۃ کی رقم سے منہا (Deduct) نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا جاتا اور اس کے ہوتے ہوئے نہ سٹوڈنٹ خود کو مقروض تصور کرتا ہے کیونکہ اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں بلکہ مہر مؤجل سے بھی زیادہ رخصتیں موجود ہیں۔ کیونکہ ٹوٹل قرضہ جو ایک سٹوڈنٹ گورنمنٹ سے لیتا ہے وہ 27 ہزار پاؤنڈز ہیں اور رینٹ پر رہائش لینے والے کے لیے 27 ہزار کے ساتھ ساتھ 20 سے 24 ہزار زیادہ لون دیا جاتا ہے جو اس سٹوڈنٹ نے گریجوایشن کے بعد سے لے کر 30 سال کے اندر اندر ادا کرنا ہوتا ہے جب اس کی سال بھر کی تنخواہ 25 ہزار سے زیادہ ہوگی۔

مثلاً اگر گریجوایشن سے لے کر 30 سال تک اسے کوئی جَوب ہی نہ ملی یا جَوب تو ملی مگر اس کی سال بھر کی تنخواہ 25 ہزار سے زیادہ نہ ہوئی تو اسے ایک پاؤنڈ بھی ادا نہیں کرنا پڑے گا سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

اس صورت میں اسے عینِ قرض کا ایک روپیہ بھی واپس کرنا نہیں پڑتا جبکہ مہر مؤجل تو ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔

اگر سٹوڈنٹ ان تیس سالوں کے درمیان فوت ہو جاتا ہے تو بھی یہ قرضہ معاف ہو جاتا ہے جبکہ مہر مؤجل تو اس کی وراثت سے لیا جائے گا۔

اگر سٹوڈنٹ کسی ڈِس ایبلٹی (Disability) کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کما نہیں سکتا تو یہ قرضہ معاف ہو جاتا ہے جبکہ ایسی صورت میں مہر مؤجل تو معاف نہیں ہوگا۔

لہذا جس طرح مہر مؤجل کے ہوتے ہوئے زکوۃ دینا ضروری ہے خواہ مہر مؤجل کتنا ہی ہو۔ اِسی طرح سٹوڈنٹ لون کے ہوتے ہوئے بندے پر زکوۃ دینا ضروری ہوگا اگرچہ سٹوڈنٹ لون کتنا ہی ہو بشرطیکہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری

Date:03-11-2018

(9) نصاب پر سال گزر جائے اسلامی تاریخ کے حساب سے۔

(10) نصاب حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔

یعنی کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی سے زائد ہو۔ یاد رکھیں گیس، بجلی یا کسی قسم کے بل وغیرہ جو نصاب پر سال پورا ہونے کے دن سے پہلے کے ہیں صرف اُن کی رقم کل نصاب سے منہا کی جائے گی جو بل اس تاریخ کے بعد آئیں وہ منہا نہیں ہوں گے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کے نصاب کا حساب:

جس شخص میں یہ سب شرائط پائی جائیں وہ جس اسلامی تاریخ کو صاحب نصاب ہوا ہے وہ نوٹ کر لے اب اس کا سال شروع ہو گیا ہے جب تک یہ سارا مال خرچ ہو کر بیلنس زیرو نہ ہو جائے اس کا سال جاری رہے گا چاہے دَوران سال نصاب سے بھی کم ہو جائے۔

اگر سال کے دوران مزید مال آتا رہے یا موجودہ مال خرچ ہوتا رہے اس کا حساب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے بس اتنا دیکھتے رہیں یہ نصاب صفر نہ ہو جب سال پورا ہو۔

مثلاً 10 شعبان کو سال پورا ہوا تو اس دن دیکھیں کیا آج نصاب پورا ہے؟

اگر جواب نہیں ہے یعنی کرنسی ہے اور وہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت سے کم ہے تو زکوٰۃ فرض نہیں ہو گی اب یہ اسلامی تاریخ بھول جائے اور انتظار کرے جب اس کے پاس نصاب کی مقدار مال دوبارہ آئے گا تو اس اسلامی تاریخ سے دوبارہ سال کی گنتی کرے گا

اگر جواب ہاں میں ہے یعنی سال پورا ہونے پر نصاب پورا ہے یا نصاب سے زائد ہے چاہے وہ قابل زکوٰۃ مال یعنی سونا، چاندی، کرنسی، اور مال تجارت وغیرہ ایک ماہ یا ایک دن پہلے آیا ہے تو نصاب میں جمع کر کے کل کی زکوٰۃ ادا کریں۔

اگر سال پورا ہونے سے پہلے کل مال خرچ ہو جائے اور بیلنس زیرو یعنی صفر ہو جائے تو جو اسلامی تاریخ آپ نے نوٹ کی تھی اسے بھول جائیں اور انتظار کریں جب دوبارہ نصاب کے برابر مال آئے اس دن سے سال دوبارہ شروع ہو جائے گا اور اسی طرح حساب کریں جیسے پہلے عرض کیا گیا ہے۔

جب تک آپ صاحب نصاب رہیں اسی اسلامی تاریخ کو ہر سال حساب کر کے اپنی زکوٰۃ ادا کرتے رہیں۔

مثلاً شادی شدہ خواتین کے پاس عام طور پر ساڑھے سات تولے سے زائد سونا ہوتا ہے اور وہ سونا بیچتی نہیں ہیں بلکہ اپنے پاس موجود کرنسی سے زکوٰۃ ادا کرتی ہیں یا شوہر سے کرواتی ہیں ان پر نہ قرض ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کا نفقہ اس لیے ان کے پاس موجود سونے پر ہر سال زکوٰۃ فرض ہوتی رہتی ہے اور ان کی وہ اسلامی تاریخ بھی تبدیل نہیں ہوتی۔

زکوٰۃ لینے کے مستحق کون لوگ ہیں؟

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ

قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ؕ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۔ (التوبہ 9:60)

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل (وصول) کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے اُلفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے:

{اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ: زکوٰۃ صرف ان لوگوں کے لیے ہے۔}

جب منافقین نے صدقات کی تقسیم میں سرکارِ دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ پر اعتراض کیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس آیت میں بیان فرما دیا کہ صدقات کے مستحق صرف یہی آٹھ قسم کے لوگ ہیں ان ہی پر صدقات صَرف کیے جائیں گے، ان کے سوا اور کوئی مستحق نہیں نیز رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اموالِ صدقہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر صدقات حرام ہیں تو طعن کرنے والوں کو اعتراض کا کیا موقع ہے، اس آیت میں صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔

مَصارِفِ زکوٰۃ کی تفصیل اور ان سے متعلق شرعی مسائل:

اس آیت میں زکوٰۃ کے مصارف بیان کیے گئے ہیں، ان سے متعلق چند شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

زکوٰۃ کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ قرار دیئے گئے ہیں ان میں سے مُؤَلَّفَةُ الْقُلُوْبِ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے اِجماع کی وجہ سے ساقط ہو گئے کیونکہ جب اللہ تَبَارَکَ وَ

تَعَالٰی نے اسلام کو غلبہ دیا تو اب اس کی حاجت نہ رہی اور یہ اجماع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں منعقد ہوا تھا۔

یہاں ایک اہم بات یاد رہے کہ مُؤَلَّفَۃُ الْقُلُوْب کے حصے کو ساقط کرنے میں ایسا نہیں ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآنِ کریم کو ہی بدل دیا کیونکہ قرآنِ مجید ایسی کتاب ہے ہی نہیں کہ مخلوق میں سے کوئی اسے تبدیل کر سکے کہ یہ اللہ تعالٰی کا کلام ہے اور اس کی حفاظت بھی اللہ تعالٰی کے ذمۂ کرم پر ہے، بلکہ صحابۂ کرام کا مُؤَلَّفَۃُ الْقُلُوْب کے حصے کو ساقِط کرنے میں اِجماع یقیناً کسی دلیل کی بنا پر تھا،

جیسا کہ علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

یقیناً ان کے پاس کوئی ایسی دلیل ہوگی جس سے انہیں علم ہوگا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی وفات سے پہلے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔ یا، اس حکم کے آپ کی (ظاہری) حیاتِ مبارکہ تک ہونے کی قید تھی۔ یا، یہ حکم کسی علت کی وجہ سے تھا اور اب وہ علت باقی نہ رہی تھی۔

(فتح القدیر، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز، 2/201)

(تفسیر صراط الجنان ملخصاً، ج4 ص159)

مَصارِفِ زکوٰۃ:

زکوٰۃ کسے دی جائے؟

(1) فقیر (2) مِسکین (3) عامِل (4) رِقاب (5) غارِم (6) فِیْ سَبِیْلِ اللہ (7) اِبن سبیل (یعنی مسافر)

(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱ ص۱۸۷)

اِن کی تفصیل:

فقیر: وہ ہے کہ جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پہنچ جائے۔

(نوٹ) نامی یا غیر نامی کسی بھی قسم کا مال حاجتِ اصلیہ سے زائد ساڑھے باون تولے چاندی یا اُس کی قیمت کے برابر اُس کی ملکیت میں ہو تو ایسا شخص صاحب نصاب کہلاتا ہے وہ زکاۃ نہیں لے سکتا۔

مِسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کے لیے اِس کا مُحتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔

عامِل: وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو

رِقاب: اس سے مراد مکاتَب ہے۔

مُکاتَب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کے لیے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو، فی زمانہ رقاب موجود نہیں ہیں۔

غارِم: اس سے مراد مقروض ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد زکوٰۃ کا نصاب باقی نہ رہے۔

فِی سَبِیلِ اللہ: یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا۔

اس کی چند صورتیں ہیں:

(1) کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سواری اور زادِ راہ نہیں ہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو۔

(2) کوئی حج کے لیے جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اسے حج کے لیے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

(3) طالبِ علم کہ علمِ دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ طالبِ علم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو، اگرچہ وہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو۔

(4) اسی طرح ہر نیک کام میں مالِ زکوٰۃ استعمال کرنا بھی فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا ہے۔ مال زکوٰۃ میں دوسرے کو مالک بنا دینا ضروری ہے بغیر مالک کیئے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی ہے

ابن سبیل : یعنی وہ مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا، یہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر اسی قدر لے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے لے۔

بعض وہ لوگ ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے:

اپنی اصل: ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے۔

اپنی اولاد: بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقۂ فطر و نذر و کفّارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ (درمختار، ردالمحتار)

ان کے علاوہ ہر قسم کے مستحق رشتہ دار مثلاً بہن بھائی، چچا پھوپھی، خالہ ماموں وغیرہ

کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

بنی ہاشم یاان کاغلام: بنی ہاشم کوزکاۃ نہیں دے سکتے نہ غیرانھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو، بنی ہاشم سے مُرادحضرت علی وجعفر وعقیل اورحضرت عباس وحارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافربھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگراس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (عالمگیری وغیرہ)

بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کوبھی نہیں دے سکتے تو جوغلام اُن کی مِلک میں ہیں، اُنھیں دینا بطریق اَولٰی ناجائز۔ (درمختاروغیرہ، عامۂ کتب)

ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہواور باپ ہاشمی نہ ہوتو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہٰذا ایسے شخص کوزکاۃ دے سکتے ہیں اگرکوئی دوسرامانع نہ ہو۔

فصلوں کی زکوٰۃ کےنصاب کاحساب:

زمین کی پیداوارکاعموماًدسواں حصہ(10 / 1=10٪)بطورِزکوٰۃ دیا جاتا ہے اس لئے اسے عشریعنی دسواں حصہ کہتے ہیں۔بعض اوقات عشرکی بجائے نصف عشریعنی بیسواں حصہ(1 / 20=5٪)بھی لازم آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

وَاٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ ...۔ (الانعام6:141)

اوراس کاحق دوجس دن کٹے۔ (ترجمہ کنزالایمان)

امامِ اہلِ سنّت مجدِدِ دین وملت، پروانہ شمع رسالت، الشاہ امام احمدرضاخان علیہ

رحمۃ اللہ الرحمٰن لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین مثلاً حضرت ابن عباس، طاؤس، حسن، جابر بن زید اور سعید بن المسیّب رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے۔

(فتاوی رضویہ مُخرَّجہ، کتاب الزکوۃ، ج ۱۰، ص ۶۵)

نبی کریم، رءوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

فِیۡ کُلِّ شَیۡءٍ اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ الۡعُشۡرُ اَوۡ نِصۡفُ الۡعُشۡرِ -

ہر اس شئے میں جسے زمین نے نکالا، (اس میں) عشر یا نصف عشر ہے۔

(کنز العمال، کتاب الزکوۃ، باب زکوۃ النبات والفواکہ، الحدیث ۱۵۸۷۳، ج ۶، ص ۱۴۰)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

فِیۡمَا سَقَتِ الۡاَنۡہَارُ وَالۡغَیۡمُ الۡعُشُوۡرُ، وَفِیۡمَا سُقِیَ بِالسَّانِیَۃِ نِصۡفُ الۡعُشۡرِ -

جن زمینوں کو دریا اور بارش سیراب کرے ان میں عشر (دسواں حصہ دینا واجب) ہے اور جو زمینیں اونٹ کے ذریعے سیراب کی جائیں ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ واجب) ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب مافیہ العشر اونصف عشر، الحدیث ۹۸۱، ص ۴۸۸)

نوٹ:

خود فیصلہ کرنے کی بجائے اپنے علاقے کے کسی سنی حنفی بریلوی مفتی صاحب سے رابطہ کر کے معلوم کریں کہ آپ کی فصلوں پر عشر ادا کرنا لازم یا نصف عشر۔

جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ ان کا عشر یا نصف عشر دینا ضروری ہے۔

فصل کا مالک چاہے امیر ہو یا غریب، فصل تھوڑی ہو یا زیادہ فصل چند دنوں میں

تیار ہو یا چند مہینوں میں، فصل کا مالک زمین کا مالک ہو یا نہ ہو نیز زمین حصے پر ہو یا ٹھیکے پر ہر صورت میں اپنے حصے کی فصل کا اپنے اخراجات نکالنے سے پہلے عشر یعنی 10٪ یا نصف عشر یعنی 5٪ زکوٰۃ کے مستحق کو دینا ضروری ہے۔

جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن، گھاس، بید، سرکنڈا، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں)، کھجور کے پتے وغیرہ، ان کے علاوہ ہر قسم کی ترکاریوں اور پھلوں کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں بیج مقصود نہیں ہوتے اور جو بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً کندر، میتھی اور کلونجی وغیرہ کے بیج، ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو زمین کے تابع ہوں جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر واجب نہیں۔

البتہ اگر گھاس، بید، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں) وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لئے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ کپاس اور بینگن کے پودوں میں عشر نہیں مگر ان سے حاصل کپاس اور بینگن کی پیداوار میں عشر ہے۔

درمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۵

الفتاوی الہندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس فی زکوۃ زرع، ج ۱، ص ۱۸۶

نوٹ:

عشر واجب ہونے کے لیے فصل کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے سال گزرنا بھی شرط نہیں۔ بلکہ زمین سے جب بھی غلہ، پھل اور سبزیوں کی جتنی پیداوار بھی حاصل ہو اُس پر عشر یا نصف عشر واجب ہوگا۔ عشر چونکہ زمین کی پیداوار پر ادا کیا جاتا ہے لہذا جو بھی اس پیداوار کا مالک ہوگا وہ عشر ادا کرے گا چاہے وہ مجنون یعنی پاگل اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو بلکہ مقروض اور

شرعی فقیر پر بھی واجب ہے۔ زمیندار یا کاشتکار اپنے حصے کی فصل کا عشر یا نصف عشر کا ادا کرے گا۔ زکوۃ اور فطرہ کی طرح عشر بھی اُن لوگوں کو دیا جائے گا جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے نصاب کا حساب:

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اُس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔ (تنویر الابصار)

اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاۃ واجب نہیں۔ یونہی اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (درمختار، ردالمحتار)

صرف تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ سائمہ ہوں :

(1) اونٹ (2) گائے (3) بکری

جب یہ جانور مخصوص تعداد میں ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جس کی تفصیل یہاں ملاحظہ فرمائیں:

اونٹ کا نصاب

اونٹوں کی تعداد	زکوٰۃ
5 سے 9 تک	ایک بکری
10 سے 14 تک	دو بکریاں
15 سے 19 تک	تین بکریاں

20 سے 24 تک	چار بکریاں
25 سے 35 تک	اونٹ کا ایک سال کا مادہ بچہ
36 سے 45 تک	اونٹ کا دو سال کا مادہ بچہ
46 سے 60 تک	تین سال کی اونٹنی
61 سے 75 تک	چار سال کی اونٹنی
76 سے 90 تک	دو، دو سال کی دو اونٹنیاں
91 سے 120 تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

گائے بھینس کا نصاب

گائے یا بھینس کی تعداد	زکوٰۃ
30 ہوں تو	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا
40 ہوں تو	پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا
60 ہوں تو	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
70 ہوں تو	ایک سال کا بچھڑا اور ایک دو سال کا بچھڑا
80 ہوں تو	دو سال کے دو بچھڑے

بکریوں کا نصاب

بکریوں کی تعداد	زکوٰۃ
40 سے 120 تک	ایک بکری
121 سے 200 تک	دو بکریاں
201 سے 399 تک	تین بکریاں

400 پورے ہونے پر	چار بکریاں
400 سے زیادہ ہوں تو	ہر سو پر ایک بکری

زکوٰۃ کی دوسری قسم:

افراد کی زکوٰۃ کے نصاب کا حساب:

صدقۂ فطر کے احکام: صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔

(الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲)

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر مقرر کیا۔

(صحیح البخاري، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳، ج ۱، ص ۵۰۷ ملخصًا)

صدقۂ فطر واجب ہونے کی شرائط:

صدقۂ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو اور اس کا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔

(ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۶۵)

مالکِ نصاب مرد اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی مَجۡنُون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے وہ پاگل اولاد بالِغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صَدَقۂ فِطۡر ادا کرے۔ ہاں! اگر وہ بچّہ یا مجنون خود صاحِبِ نصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطۡرہ ادا کر دے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲)

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱،ص ۱۹۲)

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر میں فرق

زکوٰۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور نصابِ نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیّت) ہونا شرط ہے جبکہ صدقۂ فطر میں یہ شرائط نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر گھر میں زائد سامان ہو تو مالِ نامی نہ ہونے کے باوجود اگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں یہ فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔

(ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳،ص ۲۰۷، ۲۱۴، ۳۶۵)

فطرہ کی ادائیگی کی شرائط

صدقۂ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳،ص ۳۸۰)

مالدار نابالغ پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

نابالغ اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ اس کا ولی اس کے مال سے فطرہ ادا کرے (ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳،ص ۲۰۷،

۳۶۵_۲۱۴)

''ایک سَو پَچھتّر روپے اَٹھنّی بھر اوپر'' (یعنی دو سیر تین چھٹا نک آدھا تولہ، یا 2 کلو میں سے 80 گرام کم) وَزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صَدَقۂ فِطر کی مِقدار ہے۔ اگر کھجور یا مُنقّٰی (یعنی کشمش) یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو یا ان کی قیمت دینا چاہیں تو'' تین سو اِکاون روپے بھر'' (یعنی 4 کلو میں سے 160 گرام کم) ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے (ماخوذ از بہارِ شریعت جلد اوّل حصہ 5، صفحہ 938، 939)

بہتر یہ ہے کہ (صدقہ فطر) عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کردے۔ (الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۳، ص ۳۷۶)

صدقہ فطر عید کے بعد بھی دے سکتے ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں:

اس (یعنی صدقۂ فطر) کے دینے کا وقت واسع ہے عید الفطر سے پہلے بھی دے سکتا ہے اور بعد بھی، مگر بعد کو تاخیر نہ چاہیے بلکہ اَولیٰ یہ ہے کہ نمازِ عید سے پہلے نکال دے کہ حدیث میں ہے صاحبِ نصاب کے روزے معلق رہتے ہیں جب تک یہ صدقہ ادا نہ کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد10، صفحہ 253)

گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر زمانہ قحط میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے۔

الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج ۱، ص ۱۹۱ـ ۱۹۲

نورالایضاح، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ص ۱۷۳ـ ۱۷۴ ملتقطاً

صدقہ فطر کے مستحق لوگ:

صدقۂ فطر کے مصارِف وُہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ (عالمگیری، ج ا ص ۱۹۴)

یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اِنہیں فِطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو فِطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ لہٰذا زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کی رقم بھی حیلہ شرعی کے بعد مدارس و جامعات اور دیگر دینی کاموں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔

(فتاوٰی امجدیہ، جلد 1 صفحہ 376 ملخصًا)

جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ ساداتِ کرام کو صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، جلد 3، صفحہ 379)

وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

مزید معلومات کے لیے ''بہار شریعت حصہ 5،، اور دعوت اسلامی کے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''فیضان زکوٰۃ،، کا مطالعہ کریں۔

علمائے کرام اگر کوئی شرعی غلطی پائیں تو فوراً میرے پرسنل نمبر پر رابطہ کر کے مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ تعالٰی ازالہ کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

کسی بھی موضوع پر شرعی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے کسی بھی وقت میرے واٹس اپ نمبر پر میسج کیجئے اور جواب لیجئے۔ 00447853292843

پیشکش

تحریک ویلکم ٹو اسلام

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی۔ یو کے

دارالافتاء بریلویہ

24/7 واٹس اپ میسج سروس

00447853292843

یہ چند باتیں امیر وغریب سبھی مسلمانوں کے لیے یکساں مفید ہیں ہماری اکثریت ان مسائل سے ناواقف ہے اس لیے اس تحریر کو زیادہ سے زیادہ شیئر فرمائیں۔

اللہ پاک ہمیں علم دین سیکھنے عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

زکوۃ کے نصاب کا حساب

(نصابِ زکوۃ کے متعلق مفید، کارآمد اور آسان فہم معلومات)



دارالافتاء بریلویہ

خیر خواہ اہلسنت

مولانا شاہد بریلوی یوکے

24/7 واٹس اپ میسج سروس برائے شرعی سوالات

00447853292843

مؤلفہ

خیر خواہ اہلسنت مولانا شاہد بریلوی

بانی وسرپرست تحریک ویلکم ٹو اسلام برنلے، لنکاشائر، یوکے